وفیات

اسیرِ مالٹا حضرت مولانا عُزیر گُل

تحریکِ آزادیٔ ہند المعروف بہ "تحریکِ ریشمی رُومال" کے عظیم رہنما

فیا ویلاہ علی فقید الاسلام ! ویاخیباہ للمسلمین ! بالآخر بقیۃ السلف، المجاہد فی سبیل اللہ تحریکِ آزادیٔ ہند اور جہادِ حریت کے عظیم جرنیل، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے معتمد و رازدار، مخلص خادم وجاں نثار، چہیتے شاگرد و رفیقِ اسارت، شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ کے مخلص ترین رفیق، اکابر علماء دیوبند کی عظمتوں کے امین، حضرت مولانا عزیر گل صاحب مرحوم کی صورت میں ۱۰۲ سال سے مرکزِ علم دارالعلوم دیوبند، پھر برصغیر کی وسیع تر سرزمین اور اب آخر میں سخاکوٹ کی ایک چھوٹی سی بستی میاں گانو کلئے کی کچی اور کہنہ عمارتوں میں فضل و کمال، ایمان و معرفت، جہاد و حریت، علم و عظمت اور زہد و ورع کی جو آخری شمع جل رہی تھی وہ اب ہمیشہ کے لئے بجھ گئی۔ یعنی ۱۶؍ جمادی الثانی ۱۴۱۰ھ مطابق ۱۶؍ نومبر ۱۹۸۹ء کو موصوف دنیائے فانی سے عالم بقا کو رحلت فرما گئے۔ إنا للہ وانا الیہ راجعون

بارہا یہ شعر پڑھا بھی تھا، سنا اور سنایا بھی تھا، مگر اب کے بار دل کی دھڑکنیں گواہی دیتی ہیں کہ جو کچھ کہا گیا تھا وہ گویا واقعۃً مرحوم ہی کے سانحۂ ارتحال کے لئے کہا گیا تھا ؎

وما کان قیسٌ ہلکہ ہلک واحد

ولکنہ، بنیان قوم تہدّما

(قیس کا مرنا صرف ایک آدمی کا مرنا نہیں ہے۔ بلکہ پوری قوم کی بنیاد کا گر جانا ہے)

ایک جامع الکمالات شخصیت

کون سے مولانا عزیر گلؒ ؟ وہ جو علومِ عربیہ کے فاضل، ایک ماہر اور باکمال مدرس، زہد و ورع کی

تصویر، فضل و کمال کا مجسمہ، ایک شخصیت منفرد لیکن ایک جہانِ دانش! بلکہ دنیائے معرفت، ایک کائنات علم و عمل، ایک گوشہ نشین مجمع کمال، ایک بے نوا سلطانِ ہنر، میدانِ جہاد و تحریک حریت کا یگانہ، اکابر علمائے دیوبند کے علوم و معارف کا خزانہ، روحِ جہاد کا واقف اسرار، تعلیمات جہادِ اسلامی کا دانائے رموز، دنیا کی دولت سے بے نیاز، اہلِ دنیا سے مستغنی، انسانوں کے رد و قبول اور عالم کی داد و تحسین سے بے پروا، گوشۂ ذکر و فکر کا معتکف، وہ اپنی دنیا، دل کی دنیا بلکہ تمام برصغیر کے مسلمانوں کے دلوں کا بے تاج بادشاہ، وہ ہستی جو پوری صدی سے زائد درسِ جہاد و حریت میں محو، ہر شے سے بیگانہ اور دنیا کے ہر شغل سے ناآشنا تھی۔

ان کی زندگی پوری امت کے لئے سرمایہ اعتماد اور اُن کا وجود اور دعائیں ہمارے لئے ایک سہارا تھیں۔ افسوس! کہ مقبول و مستجاب دعاؤں کا وہ مرکز اور اعتماد و سہارا جاتا رہا۔

رفتم و از رفتنِ من عالمے تاریک شد

جس عظیم ہستی اور منبع فضل و کمال کی تمدیح و توصیف، کارہائے نمایاں کی اشاعت استخلاصِ وطن اور جہادِ آزادی کی نسبت سے ان کے عظیم خدمات کا تعارف کا فرض بارہا الحق کے صفحات میں ادا کیا جاتا رہا۔ آج انہی صفحات پر آفت زدہ اور نڈھال قلم کو اس سراپا علم و عمل اور مجسمۂ اخلاص و جہاد کا ماتم کرنا ہے۔

حضرت مولانا عزیر گلؒ کی وفات کسی ایک خاندان، کسی ایک علاقہ، کسی ایک مکتبۂ فکر یا صرف سرحد یا پاکستان کا ماتم نہیں بلکہ پوری قوم کا ماتم ہے۔ فضل و کمال کا، اخلاق و شرافت کا، سنجیدگی و متانت کا، اور عقل و رزانت کا ماتم ہے۔ فکر و اصابت کا، حریت و آزادی کا، اخلاق و ایثار کا، تاریخِ جہاد اور مسلمانانِ عالم کے طالع و بخت کا ماتم ہے ع

مرثیہ ہے ایک کا اور نوحہ ساری قوم کا

شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے لگائے ہوئے گلشنِ علم و عمل اور بہارِ اخلاص و للہیت کا یہ حسین پھول کملا کر مرجھا گیا۔ غلامی اور محکومی کی ظلمتوں میں چراغ حریت (حضرت مولانا عزیر گل) اپنے اس دیہاتی کچے مکان میں...... جہاں وہ ایسی درویشانہ زندگی گذار رہے تھے جو حضرت شیخ الہندؒ کے مخلصین کا طرۂ امتیاز

اور خود مولانا مرحوم کی طویل تاریخی زندگی کی سب سے زیادہ نمایاں خصوصیت رہی ہے، گُل ہو گیا۔ مگر اس کے دھوئیں کی سیاہی سے جریدۂ عالم پر یہ ہمیشہ لکھا نظر آئے گا ؎

رفتم و از رفتنِ من عالمے تاریک شد
من مگر شمعم چوں رفتم بزم برہم ساختم

کچھ مسیحا تھے کہ مردوں کو جلا کر چل دیئے

پندرھویں صدی کے اس پہلے عشرے میں امت نے کیا کیا گوہرِ آبدار کھوئے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ، سالارِ قافلہ ختم نبوت حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ۔ قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ۔ مجاہد اسلام مولانا غلام غوث ہزارویؒ۔ صدر وفاق مولانا محمد ادریس میرٹھیؒ۔ قائد شریعت شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ۔ شیخ الحدیث مولانا محمد مالک کاندھلویؒ۔ پیر طریقت مولانا حافظ غلام حبیب نقشبندی اور اب تحریکِ آزادیٔ ہند و جنود شیخ الہندؒ کے آخری سپاہی مولانا عزیر گلؒ مرحوم ؎

علم والے علم کا دریا بہا کر چل دئے ۔ واعظانِ قوم سوتوں کو جگا کر چل دئے
کچھ سخنور تھے کہ سحر اپنا دکھا کر چل دئے ۔ کچھ مسیحا تھے کہ مردوں کو جلا کر چل دئے

ریشمی رومال کی تحریک اور تاریخی پس منظر

۱۸۵۷ء کے جہاد و معرکۂ حریت سے لے کر استقلال و آزادیٔ برصغیر تک کا عہد مسلمانانِ ہند و پاک کی دینی و فکری تاریخ کا اس لحاظ سے ایک نہایت ہی اہم تابناک اور درخشندہ باب ہے کہ اس دور میں بر کوچک خصوصاً سرزمینِ دیوبند میں دارالعلوم دیوبند سے دین و دانش، علم و عمل، اخلاص و تقویٰ زہد و ورع، دعوت و ارشاد، سلوک و تصوف، قربانی و ایثار، اور جہاد و جانسپاری کی وہ بے مثال نابغۂ روزگار اور جہاں تاب ہستیاں پیدا ہوئیں کہ جن کی نظیر قرونِ متاخرہ میں شاذ ہے۔ ان ائمہ واکابر کے بے شمار خصائص و مزایا ہیں۔ ان کی جامعیت، علوم منقولہ کی وسعت و عمق، علوم معقولہ کی مہارت اور گہرائی، علوم قرآنی میں بصیرت، علوم حدیث کا شغف، بے نظیر تدریسی و تصنیفی خدمات، فتنۂ مظلمہ والحاد اور زندقہ کا کامیاب تعاقب و مقابلہ۔ احقاقِ حق و ابطالِ باطل کے لئے پیہم جہد و کوشش

اسلام کی سرفرازی، اعلاء کلمۃ اللہ، مسلمانوں کی بقا وحفاظت اور ملک وملت کی آزادی کے لئے جہاد مسلسل کے ساتھ ساتھ للہیت وخشیت، محبت الٰہی، طہارت وتقویٰ، زہد وورع، عشق نبوت واتباع سنت، خلوص سے استغنا و بے خوفی، ہمت وجرأت، قربانی وفدائیت ایسے بدیہی کمالات ہیں کہ کوئی بھی ذی ہوش اور منصف مزاج شخص اس کا انکار نہیں کرسکتا۔ ان علماء ربانیینؒ وائمہ ہدایت وبلانوشانِ محبت کے قافلہ کے ایک فردِ فرید وگوہر یگانہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ہیں جن کے علوم بے کراں وفیوضِ حق رساں سے لاکھوں افراد بہرہ مند ہزاروں فیضیاب اور سینکڑوں باکمال بن کر نکلے۔ بارگاہِ محمودیہ کے یہ مہر وماہ اور تارے ایک سے ایک بڑھ کر درخشندہ وروشن ہیں۔ ہر ایک اپنی شانِ علمی وعرفانی شانِ محبوبی ودلستانی اور ظاہری وباطنی تابانی میں اپنی مثال آپ ہے تاہم تلامذہ وسپاہ شیخ الہندؒ کی فہرست میں مجاہد آزادی حضرت مولانا عزیر گلؒ کا نام ومقام جرنیلوں کی لسٹ میں ہے۔ جو اپنی ذات میں دائرہ علم جامع فنون، مرکزِ فضیلت، منبع معارف وبرکات، ظاہر وباطن کے مجمع البحرین، تقویٰ اور ورع کے آفتاب، میدانِ جنگ کے سپاہی، میدانِ جہاد کے شہسوار مجمع الفضائل اور قدوہ عام ہیں۔

حضرت مولانا عزیر گل کی خاندانی نجابت اور شرافت

حضرت مولانا عزیر گل مرحوم قصبہ زیارت کا کا صاحب ضلع پشاور میں سادات کے مشہور ومعروف خاندان کاکاخیل کے ایک ممتاز فرد ہیں۔ مرحوم کا خاندانی سلسلہ نسب رشیخ المشائخ حضرت رحمکار کاکا صاحبؒ (جو جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد کے ایک بہت مشہور اور معروف بزرگ اور مرجع الخلائق ولی اللہ تھے) سے جاملتا ہے۔ اور کاکاخیل ہونے کی خاندانی نسبت بھی انہی سے قائم ہے۔

---------- کاکاخیل خاندان شرافت ونجابت اور مکارم اخلاق میں ممتاز اور شہرہ آفاق ہے۔ لیکن اس خاندان کی بھی مختلف شاخیں ہیں۔ مولانا مرحوم کا تعلق جس شاخ سے ہے وہ پورے خاندان میں بزرگی شرافت، علوم دینیہ کے ساتھ خصوصی تعلق، روحانیت میں ممتاز اور گل سرسبد کی حیثیت سے مشہور اور متعارف ہے۔

مرحوم ۱۳۳۱ھ میں دارالعلوم دیوبند میں تحصیل علم سے فراغت حاصل کرکے حضرت شیخ الہندؒ کی تحریک آزادی ہند کے ممبر بن گئے۔ مرحوم نے تحریک کے بہت سے اہم اور عظیم الشان کام بڑی

قابلیت سے انجام دیے۔ حضرت شیخ الہندؒ کی جماعت کے پرجوش اور سرگرم رکن تھے۔

جہادِ حریت، استخلاصِ وطن اور تحریک ریشمی رومال

جہادِ حریت اور استخلاص وطن کی تحریکوں میں جس طرح حضرت شیخ الہندؒ کی عالمگیر اور بے مثال تحریک "ریشمی رومال" کو تاریخ جہادِ آزادی میں ایک عظیم الشان مقام حاصل ہے اور جس طرح تحریک کا عظیم الشان منصوبہ، وسیع پروگرام اور نہایت پُراسرار نقشہ کے مطابق پورے نظم وضبط کے ساتھ دنیا میں اس کی سرگرمیاں انسان کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیتی ہیں۔ اسی طرح حضرت شیخ الہندؒ اور ان کے جان نثاروں مولانا عبیداللہ سندھیؒ اور ان کے رفقاء بالخصوص زندانِ مالٹا کے ساتھی حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور حضرت مولانا عزیر گلؒ نے جس صبر واستقامت، جانبازی اور بے جگری سے اس تحریک کا ساتھ دیا اپنے تو کیا ، دشمن بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے۔ فرنگی استبداد کے خلاف یہ مردانِ حق اگر جان کی بازی نہ لگاتے اور اہلِ حق کا یہ قافلہ سب کچھ قربان نہ کرتا تو آج نہ صرف برصغیر بلکہ عالمِ اسلام اور ایشیا کا اکثر حصہ برٹش سامراج کا غلام ہی رہتا۔ حضرت مولانا عزیر گلؒ کی ذات قافلہ ولی اللّٰہی و تحریک ریشمی رومال کے آخری جرنیل اور اس کے قافلہ کے راہ بقا پر جانے والوں میں آخری مسافر تھے۔ ان کی وفات کے بعد وہ دور جو انقلابِ ہند اور جہادِ آزادی کے اس ٹمٹماتے ہوئے چراغ سے بھی عالم میں روشنی و درسِ آزادی اور انوار و برکات کا امین دور تھا ختم ہوگیا ـــــ جہادِ آزادیٔ ہند اور تحریک ریشمی رومال، آکسفورڈ، کیمبرج، اور انگریزی درس گاہوں کی کاوشات سے نہیں ان بوریا نشین علماء اور دینی مدارس کے فضلاء کی سرفروشانہ مساعی کا نتیجہ تھی جس کا جال حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ نے پورے ہند میں پھیلا دیا تھا۔

پاک وہند اور ایشیا بھر میں اسلامی جامعات اور دینی مدارس کا جو عظیم اور وسیع جال پھیلا ہوا نظر آتا ہے یہ درحقیقت حضرت شیخ الہندؒ ہی کی تحریک کے مضبوط قلعے ہیں اور ان کی مشن کی تکمیل کے لئے آدم گری اور مردم سازی کے کارخانے ہیں۔ تحریک استخلاص وطن اور تحریک پاکستان میں حضرت شیخ الہندؒ کے تلامذہ کا تاریخ ساز کردار درحقیقت شیخ الہندؒ ہی کی تعلیم و تربیت اور درسِ احیاءِ ملت کے ثمرات ہیں۔

شیخ الہندؒ مشن کی تکمیل اور جہاد افغانستان

آج غیرت وحمیت کی سرزمین افغانستان میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت روس سے نہتے اور بے سروسامان مگر حمیت اسلامی اور غیرت ایمانی سے سرشار جذبۂ جہاد وسرفروشی سے مالامال افغان مجاہدین جن کی قیادت حضرت شیخ الہندؒ کی روحانی اولاد، علماء اور دینی مدارس کے فضلاء کر رہے ہیں اور جن میں بحمداللہ اسّی فیصد حصہ دارالعلوم حقانیہ کا ہے۔ جس سرفروشی، جاں سپاری اور جذبۂ جاں نثاری سے مقابلہ کر رہے ہیں یہ سب تحریک شیخ الہندؒ اور اس کے بے لوث رہنما حضرت مدنیؒ اور مولانا عزیر گلؒ کی مساعی کی برکتیں اور ان کے مشن کی تکمیلی صورتیں ہیں۔ جو قدرت کی طرف سے افراد ملت کو مرحلہ وار پیش آرہی ہیں۔

ہند وپاک کیا، دنیائے عالم میں شیخ الہندؒ مشن کی اشاعت ومقبولیت اور غیب سے اس کے لئے رجالِ کار کی فراہمی سے کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت کے تکوینی امور میں جوں جوں زمانہ بڑھتا جائے گا تحریک شیخ الہند بھی وسیع تر ہوتی چلی جائے گی۔

آج سب کو اعتراف ہے کہ جہادِ افغانستان میں جو لوگ نہتے ہاتھ، بے سروسامانی کی حالت میں، انسانی اور اخلاقی قدروں کے دشمن روس، جو افغانستان کے راستے گرم پانیوں بلکہ خلیج عرب اور خاکم بدہن آگے چل کر مرکز اسلام جزیرۃ العرب کو اپنی تگ وتاز کا میدان بنانا چاہتا ہے کا مقابلہ کر رہے ہیں عزت وآبرو لٹوا کر، سفر ومہاجرت کی صعوبتیں برداشت کرکے، اپنے بچوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے کٹوا کر، فقر وفاقہ کو خندہ پیشانی سے برداشت کرکے، دینِ حق کی حفاظت اور اہل کفر کے استیصال وتعاقب میں مصروف عمل ہیں۔ یہ سب حضرت شیخ الہندؒ اور اس کے جان نثار اسارتِ مالٹا کے رفیق ومعتمد ترین تلامذہ وخدام حضرت مدنیؒ اور مولانا عزیر گلؒ کا صدقہ جاریہ اور ان کے شاگردوں کے شاگرد بالخصوص قائد شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ ان کا علمی وعملی فیض، ان ہی کے جوشِ عمل اور جذبۂ جہاد کا لگایا ہوا پودا ہے جو ثمر آور ہو کر پھل پھول رہا ہے۔

مولانا عزیر گلؒ جنودِ ربانیہ کے جرنیل

حضرت مولانا عزیر گلؒ کا جنودِ ربانیہ کی فہرست میں کرنل کا عہدہ تھا۔ حاجی صاحب ترنگ زئی

اور تحریک کے دوسرے اراکین تک خطوط اور پیغامات کا پہنچانا انہی کے ذمہ تھا۔ مرحوم حضرت شیخ الہندؒ کے چہیتے تلمیذ (جس کی قدرے جھلک آئندہ صفحات میں آرہی ہے۔) معتمد خاص تو تھے ہی، ذاتی اور جماعتی امور میں اُن کے خزانچی بھی تھے۔ ۱۳۳۳ھ میں حضرت شیخ الہندؒ کے ساتھ حجاز گئے۔ اور جب حضرت شیخ الہندؒ کو گرفتار کرکے مالٹا میں نظر بند کردیا تو یہ بھی ان کے ساتھ مالٹا میں نظر بند رہے اور اپنے پیر و مرشد اور شیخ و مربی سے قربت و خدمت، اعتمادِ خاص و استفادہ اور بھرپور قلبی توجہ اور دعا حاصل کرتے رہے۔

حضرت مدنیؒ مولانا عزیر گلؒ کا تعارف کراتے ہیں

شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے حضرت شیخ الہندؒ کے معتمد رفقاءِ کار و خدام اور تلامذہ کی تعارفی فہرست پیش کرتے ہوئے اپنی کتاب "نقش حیات" میں حضرت مولانا عزیر گلؒ کے متعلق تحریر فرمایا:۔

"مولانا عزیر گلؒ صاحب قصبہ زیارت کا کا صاحب ضلع پشاور کے باشندہ اور دارالعلوم کے فاضل اور حضرت شیخ الہندؒ کے خادم خاص ہیں مشن کے ابتدا سے ممبر رہے — اور نہایت مہتم بالشان اور خطرناک کاموں کو انجام دیتے رہے۔ صوبۂ سرحد اور آزاد علاقہ (یاغستان) میں سفارت کی خدمات عظیمہ انہوں نے بہت انجام دی ہیں۔ خصوصاً حضرت شیخ الہندؒ ان پہاڑی علاقوں میں اپنے ہم خیال اور رہنما لوگوں کے پاس انہی کو بھیجا کرتے تھے۔ دشوار گذار اور خطرناک راستوں کو قطع کرکے نہایت رازداری اور ہمت و استقلال کے ساتھ یہ بار بار آتے جاتے رہے ہیں۔ پہاڑی علاقوں اور ہولناک جنگلوں کو رات دن پیدل قطع کرتے رہے۔ حاجی ترنگ زئی صاحب اور علماء سرحد و یاغستان اور دیگر خوانین کو مشن کا ممبر بنایا۔ اور ان کے پاس پیغام و خطوط پہنچانا، ان کو ہموار کرنا، ان کا اور مولانا عبیداللہ صاحب مرحوم کا فریضہ تھا۔ جس کو ان دونوں حضرات نے اوقات مختلفہ میں انجام دیا۔ باوجودیکہ سی، آئی، ڈی ان کے پیچھے لگی رہی۔ مگر انہوں نے کبھی

اس کو پتہ چلنے نہیں دیا۔ بارہا ان کو بھیس بدلنا اور انجان علاقوں میں سے گزرنا پڑا مگر نڈر ہو کر ان کو قطع کیا۔ ہر قسم کے خطرات میں بلا خوف و خطر اپنے آپ کو ڈالتے رہے۔ حضرت شیخ الہندؒ کے نہایت مخلص اور رفدائی ہیں۔ کسی قسم کا طمع اور غرض نفسانی نہیں رکھی۔ نہ حضرتؒ سے جدا ہوئے۔ لوگوں نے بہت کوششیں کیں کہ یہ جدا ہو جائیں۔ مگر انہوں نے گوارا نہ کیا۔ اور ہمیشہ عاشقانہ ولولوں کے ساتھ خدمت میں حاضر رہے حتیٰ کہ مالٹا کی اسارت میں بھی نہایت دل جمعی سے شریک اور رفیق رہے۔ ہر قسم کی خدمت کو اپنے لئے خوش نصیبی سمجھا کئے۔ لوگوں نے ان کو سی، آئی، ڈی مشہور کیا۔ آوازے کسے۔ حضرت کو بھڑکایا۔ بدظن کرنے کی کوششیں کیں۔ مگر حضرت مردم شناس دماغ اور قلب رکھتے تھے۔ ان کی طرف سے آخر تک بدظن نہ ہوئے۔ اور آخر وقت تک ان کو ساتھ رکھا۔ حضرت شیخ الہندؒ کے رازدار اور مالی سرمایہ کے خزانچی اور معتمد علیہ رہے۔ حضرت کی وفات کے بعد بھی عرصہ دراز تک حضرت کے مکان ہی پر قیام پذیر رہے۔ چونکہ ایام اسارت مالٹا میں اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ اس لئے بعض احباب کی کوششوں سے حضرت کی بھانجی کی لڑکی سے نکاح بھی ہوگیا۔ اس سے ان کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں بھی ہوئیں جو کہ ماشاءاللہ اب جوان ہو گئے ہیں۔

ایام تحریک خلافت میں دیوبند خلافت کمیٹی کی صدارت کی خدمات انجام دیتے رہے۔ ضروریات معاشیہ کی بنا پر سوختہ (جلونی لکڑی) کی تجارت بھی کرتے رہے۔ پھر مدرسہ رحمانیہ رڑکی میں صدر مدرس ہو گئے۔ وہاں ہی ایک میم سے اس کی خواہش پر دوسری اہلیہ محترمہ کی وفات کے بعد نکاح کر لیا۔ اور اس اہلیہ کو لے کر وطن ضلع پشاور میں چلے گئے۔ اب وہاں ہی اقامت گزیں ہیں۔

مولانا عزیر گل سی آئی ڈی رپورٹ کے آئینہ میں

لندن کے محافظ خانوں سے تحریک آزادئ ہند المعروف بہ "ریشمی رومال کی تحریک" کے سلسلہ میں

ریکارڈ فائلوں کی فوٹو کاپیاں اور اس سلسلہ کا اکثر مواد منظر عام پر آگیا ہے۔ حضرت مولانا عزیر گلؒ کے متعلق سی آئی ڈی کی جو رپورٹ ہے وہ "ریشمی رومال کی تحریک میں کون اور کیا تھا" سے نقل کر دی جاتی ہے تاکہ واضح ہو سکے کہ اپنوں نہیں پرایوں بلکہ مدمقابل کے بڑے دشمن انگریز سامراج کی نگاہ میں ان کا مقام اور منزلت کیا تھی۔ چنانچہ سی آئی ڈی کی رپورٹ میں لکھا گیا ہے۔

"عزیر گل پسر شاہد گل کاکاخیل پٹھان درگئی شمال مغربی سرحدی صوبہ میں رہتا ہے بڑا آتشیں مزاج ہے۔ ۱۔ جب وہ دیوبند میں طالب علم تھا۔ اس وقت سے مولانا محمود حسنؒ کا پکا مرید ہو گیا تھا۔ ۲۔ بڑا اہم سازشی ہے۔ ہجرت کا بڑا خواہشمند ہے ان لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے ہمیشہ مولانا کو اکسایا ہے کہ وہ جہاد کے لئے ہجرت کر جائیں۔ ۳۔ وہ دیوبند میں خفیہ جلسوں میں شریک ہوا کرتا تھا اور ستمبر ۱۹۱۵ء میں مولانا محمود حسنؒ کے ہمراہ عرب گیا تھا۔ ۴۔ اس کے سفر حجاز سے قبل مولانا محمود حسن نے اس کو آزاد علاقہ میں بھیجا تھا تاکہ حاجی صاحب سیف الرحمن اور دوسرے منحرف لوگوں کو مطلع کر سکیں کہ حضرت مولانا کا ارادہ ہندوستان سے ہجرت کرنے کا ہے۔ نیز لڑائی کا اور جہاد کی تیاریوں کا مشاہدہ کر سکے۔ وہ حضرت مولانا کے ہمراہ اس وقت بھی ٹھہرا رہا جب کہ ان کے اکثر پیر اور مریدین ہندوستان کو واپس کر دئے گئے۔ ۵۔ یہ کہا جاتا تھا کہ عزیر گل کو افغانستان لے جانا ہو گا لیکن بعد کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو مکہ میں شریف مکہ کے حکم سے ۲؍ دسمبر کو یا اس کے لگ بھگ گرفتار کر لیا گیا اور جدہ کو بھیج دیا گیا۔ جہاں سے ۱۲؍ جنوری ۱۹۱۷ء کو مصر روانہ کر دیا گیا۔ ۶۔ جنود ربانیہ کی فہرست میں مولوی عزیر گل کا نام لے کر اسے کرنل دکھایا گیا ہے"

(جاری ہے)

کوئی قادیانی استاذ اسلامیات کا مضمون نہیں پڑھا سکتا
اس پر عمل درآمد ہر مسلمان عاشق رسول کا دینی فریضہ ہے
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت　مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان، پاکستان